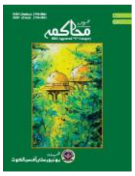

علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر طالب حسین ہاشمی ، اسسٹنٹ پروفیسر (ایڈجنک)، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی اسلام آباد۔ پاکستان

سعدیہ بتول ، لیکچرر اُرد، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، کھیوہ، جھنگ.

مارکسزم کے ادب پر اثرات

The Impact of Marxism on Literature

Dr. Talib Hussain Hashmi,Assistant Professor (Adjunct),Department of Urdu.MY University Islamabad.Pakistan

E.Mail: drtalibhashmi@gmail.com

Sadia Batool,Lecturer in Urdu,GGCW , Khewa, Jhang
E.Mail:sadiabatoolj@gmail.com

Abstract

Scientific socialism is based on the thought and philosophy of Karl Marx, i.e. Marxism. Therefore, to gain a proper understanding of socialism, it is very important to understand the philosophy and practice of Marxism well. Marxism is a theory of thought that tells us the principles for understanding the history, events and conditions of man and human society and for improving them. The collection of ideas of Karl Marx (1818-1883) is called Marxism, which Marx organized together with his colleague Friedrich Engels. The ideas and programs of the workers' movement in countries around the world. Marxism is neither a hypothesis nor a fantasy, but like other scientific sciences, it is the knowledge of the evolution of human society. Which, after analysis, predicts the end of the capitalist system and the establishment of socialism and communism. Just as basic scientific truths do not disappear due to changes in science every day. In this way, despite all the changes in human society, the Marxist scientific principles stated about social evolution cannot disappear. Just as the fact that the Earth is round cannot change despite countless changes on the planet. Just as the truth cannot change day and night due to the rotation of the Earth around its axis. Just as the science of physics cannot advance without stability and negation, and similarly, the discovered Marxist rules of human society cannot be changed according to anyone's wishes.

Key Words: Impact of Marxism, Karl Marx, Marxiat, Urdu Literature

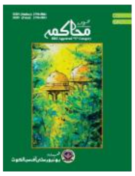

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

سائنٹیفک سوشلزم کی بنیاد کارل مارکس کے فکر و نظر یعنی مارکسزم پر مبنی ہے۔ چناں چہ سوشلزم کے بارے میں ٹھیک ٹھیک جان کاری حاصل کرنے کے لیے مارکسزم کے فلسفہ و عمل کو اچھی طرح سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ مارکسزم نظریۂ فکر ہے، جو ہمیں انسان اور انسانی سماج کی تاریخ، واقعات و حالات جاننے اور انھیں بہتر بنانے کے اصولوں کو بتاتا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط میں کارل مارکس نے اپنے جگری دوست فریڈرک انیگلس کی مدد سے اس سائنٹیفک نظریہ کی بنیاد ڈالی۔ کارل مارکس 1818ء میں جرمنی میں ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوا تھا۔ جرمنی میں تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اسے اپنے ملک کو چھوڑنا پڑا اور مختلف یورپی ممالک کی خاک چھاننے کے بعد انگلستان کے شہر لندن میں جا بسا۔ کارل مارکس کی پوری زندگی بڑی غربت میں گزری، حتیٰ کہ اُس کے ایک بچے کی موت غربت اور افلاس ہی کی وجہ سے ہوئی، لیکن اس جواں مرد نے اپنی زندگی کا جو مشن بنایا تھا اس سے وہ کبھی نہیں ہٹا۔ محنت کش عوام سے جن کی غربت اور جہالت جو اُس وقت کے یورپی اور انگریزی سرمایہ دارانہ سماج کے استحصال کا نتیجہ تھی۔ ان سب سے مارکس کو گہری دل چسپی اور ہمدردی تھی۔ چناں چہ اس نے اپنی زندگی کا مشن یہ بنالیا کہ اس استحصال کے بنیادی وجوہات کی اصولی طور پر جان کاری حاصل کی جائے۔ کارل مارکس کو اس کام میں اپنے دوست فریڈریک اینگلس سے بڑی مدد ملی۔

فریڈریک اینگلس جرمنی 1820ء میں پیدا ہوا تھا اور پھر انگلستان کے مانچسٹر میں بس گیا۔ وہ کئی کارخانوں کا مالک تھا لیکن مال و دولت نے محنت کش عوام سے اس کی ہمدردی اور دل چسپی ختم نہیں کی تھی۔ چناں چہ اینگلس بھی مارکس کی طرح ان کے گوناگوں مسائل سے بڑا گہرا لگاؤ رکھتا تھا۔ انیگلس نے کارل مارکس کی ہر قسم کی مالی امداد کی تاکہ وہ اپنے ہم عصر سماج کے علمی تجزیہ کے کام میں مشغول رہے اور اپنی زندگی کا مشن پورا کرے۔ ساتھ ہی وہ اپنی علمی فراست اور محنت کش عوام سے گہرے لگاؤ کے باعث مارکس کے تمام کاموں میں بھی بڑا معاون و مددگار بنا رہا۔

کارل مارکس (1818-1883) کے نظریات کے مجموعی کو مارکس ازم یا مارکسیت کہا جاتا ہے جسے مارکس نے اپنے ساتھی فریڈرک اینگلز کے ساتھ مل کر منظم کیا۔ دنیا بھر کے ممالک میں مزدور تحریک کے نظریات اور پروگرام ہیں۔ مارکسزم نہ تو کوئی مفروضہ ہے اور نہ ہی کوئی خیالی پلاؤ بل کہ دیگر سائنسی علوم کی طرح یہ انسانی معاشرے کے ارتقا کا علم ہے۔ جو تجزیے کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے اور سوشلزم اور کمیونزم کے قیام کی پیشین گوئی کرتا ہے۔

جس طرح سائنس میں روزمرہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بنیادی سائنسی سچائیاں ختم نہیں ہوتیں۔ اس طرح انسانی معاشرے میں تمام تر تبدیلیوں کے باوجود سماجی ارتقا کے بارے میں جو مارکسی سائنسی اصول وضع کیے گئے ہیں وہ ختم

علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ
ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

نہیں ہوسکتے۔ جس طرح یہ حقیقت ہے کہ زمین گول ہے۔ کرہ ارض پر ہونے والی بے شمار تبدیلیوں کے باوجود زمین کے گول ہونے کی اصلیت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح زمین کے اپنے محور کے گرد گردش کی وجہ سے دن اور رات کی سچائی کو نہیں بدل سکتی۔ جس طرح فزکس علم ثبات اور منفی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی، اور اسی طرح انسانی معاشرے کے دریافت شدہ مارکسی اصولوں کو بھی کسی کی خواہش کے مطابق تبدیل نہیں کیا جاسکتا

کارل مارکس ایک عظیم مفکر ہے جس نے معاشیات اور جرمن فلسفے کی تاریخ اور انقلاب فرانس، کا تجزیہ کرنے کے بعد سیاست میں انقلاب کا نظریہ پیش کیا۔ ہیگل کا فلسفہ "ایبسولیوٹ آئیڈیلزم" کا فلسفہ تھا۔ ہیگل کے مطابق ذہن اور دماغ وہ قوتیں ہیں جو مادی دنیا کو حرکت دیتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہیگل کا فلسفہ الٹا تھا یعنی سر کے بل کھڑا تھا اور مارکس نے اسے سیدھا کھڑا کیا۔ کارل مارکس کے مطابق حقیقت مادی ہے۔ مادے سے باہر کوئی چیز نہیں ہے۔ چوں کہ دماغ تمام ذہنی سرگرمیوں کا مرکز ہے، جو کہ ایک مادی چیز ہے، اس لیے ذہنی واقعات بھی مادے کی وجہ سے ہی ممکن ہیں۔ مادہ حقیقت کا جوہر ہے اور مادہ ذہن کا خالق ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ فکر اور اس سے متعلقہ تمام افعال خواہ وہ سائنسی نظریات ہوں، فنی نظریات ہوں یا سیاسی نظریات، سب کی بنیاد اس مادی دنیا میں ہے۔ اگر انسانی شعور اور سماجی سچائیوں کو صحیح طور پر سمجھنا اور سمجھانا ہے تو ہمیں مادی دنیا کے حقائق کا سہارا لینا ہو گا کیوں کہ یہ حقائق تجربے سے ثابت ہوسکتے ہیں۔ سماج میں مختلف دھڑے آپس میں لڑتے رہتے ہیں اور حالات آہستہ آہستہ بدلتے رہتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے جب تبدیلیاں حقیقت میں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ مارکسی مفکرین تولید (حمل) کے لیے ایک مثال پیش کرتے ہیں، جس میں فطرت بتدریج ارتقا پذیر ہوتی ہے جب تک کہ ایک انسانی بچہ بن جائے۔ طبعی تبدیلیاں بھی اسی طرح ہوتی ہیں کہ جب پانی کو گرم کیا جاتا ہے تو ایک نقطہ ایسا آتا ہے جب پانی اپنی حالت بدل کر بخارات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مارکسزم کے مطابق بتدریج تبدیلیاں انقلابات کے طور پر تیزی سے ابھرتی ہیں۔

مارکس کے مطابق سائنسدانوں، فلسفیوں اور فلسفیوں کی اکثریت اس مفروضے سے مطمئن ہے، اس لیے وہ انقلاب کے خیال کو مطمئن نہیں ہونے دیتے۔ نیوٹن جیسے سائنسدان، اگرچہ انھوں نے جدید سائنسی نظریات متعارف کروائے، لیکن اکثر ان کے بارے میں اسی طرح بات کرتے تھے جیسے ایک پادری نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ ڈارون سے پہلے کے ماہرین حیاتیات کا خیال تھا کہ زمین پر اتنی ہی انواع موجود ہیں جتنی کہ ڈیزائن کی گئی ہیں۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

مارکسزم کا آئیڈیل ایسی سوسائٹی کی بنیاد ہے جس میں بورژوا نظام ہائے زندگی رائج نہ ہوں۔ سرمایہ کاروں کی طرف سے کوئی سازش نہیں ہونی چاہیے یعنی سرمایہ دارانہ استحصالی نظام نہ ہو۔ معاشرے میں کسی قسم کی طبقاتی تفریق نہیں ہونی چاہیے ۔ ہر اس نظام کی نفی ہو جو استحصال پہ مبنی ہو۔ مارکس کے مطابق اکثر ماہرین معیشت ،فلسفیوں، سائنسدان اور پروفیسرز اسی استحصالی نظام پہ زندگی جی رہے ہیں لہٰذا وہ انقلابی فکر کو پنپنے نہیں دیتے۔ نیوٹن جیسے لوگ بھی اگرچہ اُنھوں نے جدید سائنسی نظریات پیش کیے تھے لیکن اکثر ان کے بارے میں اسی طرح بات کرتے تھے جیسے ایک چرچ کا پادری پیش کرتا تھا۔ مارکسزم ایک ایسی فلاسفی ہے جو تمام زمانوں میں 'ریلیونٹ' نظریہ رہا ہے۔ آج بھی طبقاتی تقسیم اس طرح کے استحصالی سسٹم کو ترویج دے رہی ہے جس میں اشرافیہ اور غریب کے درمیان یکساں تقسیم دولت نہ ہو سکی۔ نہ ہونے والی پیدا کر رہی ہے۔ غریب، غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ مزدور کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ مزدوروں کی تنظیموں کا کوئی وجود ہی نہیں ۔ اگرچہ چند مزدور بولنے کی کوشش کریں تو سامنے لانے والی آواز کو دبا دیا جاتا ہے۔ سچ کا گلا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گھونٹ دیا جاتا ہے۔

آج بھی مارکسزم ہی واحد نظریہ ہے بل کہ یوں کہیے کہ واحد ایسی فلاسفی ہے جو درست معنوں میں تبدیلی لا سکتی ہے۔ دنیا کا ہر ادیب اور شاعر، کائنات اور حیات کے متعلق ایک مخصوص نظریہ رکھتا ہے اور اپنے نقطۂ نظر سے ادبی معیار قائم کرتا ہے۔ وہ حیات اور اس کے تجربات کو اپنے نظریہ کے مطابق سمجھتا اور بیان کرتا ہے۔ مارکسی نظریہ ان نظریات میں سے ایک ہے جس نے مختلف مرحلوں سے گزرتے ہوئے اشتراکیت کے روپ کو دھارا۔ کارل مارکس اس نظریہ کا بانی ہے، لینن اور اینگلز اس کے سب سے نمایاں اور نامور نمایندے ہیں۔ کارل مارکس اپنی تصنیفی زندگی کے آغاز میں جمالیات کے موضوع پر کتاب لکھنا چاہتا تھا، لیکن سرمائے کی حقیقت معلوم کرنے میں، وہ اس قدر زیادہ محو ہو گیا کہ وہ یہ کام نہ کر سکا، لیکن پھر بھی ادب اور فن کے بارے میں لکھا۔ انھوں نے مارکسی جمالیات کو ادب کے تناظر میں دیکھا ہے۔

پروفیسر ممتاز حسین اس نظریے کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

"جمالیات کا تعلق اس نظریے سے ماسوا حسن اور حسین اشیا کی حقیقت دریافت کرنے سے بھی ہے"(1)

کارل مارکس کے مارکسی نظریے نے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے مارکسی نظریے کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ مارکسی فلسفہ مادے کو خیال سے مقدم اور افضل تصور کرتا ہے۔ ان کے خیال میں مادہ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کی اصل متحرک اور تغیر پسند ہے۔ انسانی زندگی بھی متحرک اور تغیر پسند ماحول میں پروان چڑھتی ہے اور مختلف نشیب وفراز سے گزرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے۔ ارسطو بھی مادے کی اس متحرک خاصیت کو مانتا ہے، مگر وہ زندگی کو خیال مطلق کی نقل سمجھتا ہے جس سے زندگی کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

مارکس کا نظریہ مادے کو جامد اور ساکن تصور نہیں کرتا ہے بل کہ وہ اس کے متحرک اور تغیر پسندی کے ہی قایل ہیں۔ مارکسی نظریہ طبقاتی نظام کی کش مکش اور سماجی زندگی کو پیش کرتا ہے۔ مارکسی نظریہ انسانی زیست کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اقتصادی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور معاشی، یہ تمام سطحیں سماجی ڈھانچے میں پائی جاتی ہیں اور ان کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر کے حامیوں کے لیے کارل مارکس کے قریب ترین بات یہ ہے کہ اس نے نہ صرف تمام سائنس اور فن کو بل کہ احساس اور شعور کے تمام شعبوں کو بھی اتحاد دیا۔ مارکسزم زندگی کا ایک مخصوص نظریہ پیش کرتا ہے، اور اس نظریہ کی نوعیت ہمہ گیر ہے۔ اس کا اطلاق ادب کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کے دیگر شعبوں پر بھی ہوتا ہے۔ جب کوئی ادیب یا شاعر فن تخلیق کرتا ہے تو وہ اپنے معاشرے سے متاثر ہو کر ہی اس سطح پر پہنچتا ہے۔ کارل مارکس کے نزدیک ادب ہی ان کے معاشرے کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن "مارکسیت" کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"مارکسیت نے زندگی کے بارے میں ایک خاص قسم کا نظریہ پیش کیا ہے چوں کہ اس نظریے کی نوعیت ہمہ گیر ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق انسانی زیست کے دوسرے شعبوں کی طرح ادب پر بھی ہو سکتا ہے"[۲]

مارکسی نقطہ نظر کے مطابق سماج ادب کو متاثر کرتا ہے اور ادب سماج کو متاثر کرتا ہے۔ ادب پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ سماج کے بدلتے ہوئے حالات و واقعات کے پس منظر میں رونما ہوتے ہیں۔ مارکسی مکتب فکر کے تحت ادیب اور شاعر جب کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو اس کے فن پارے میں جو تخلیقی جوہر رونما ہوتے ہیں، ان میں سماج کی جھلک کار فرما ہوتی ہے۔ اس کے تخلیق کردہ ادب میں جو اثرات ہوتے ہیں وہ مادی زندگی سے متاثر ہو کر پیدا ہوتے ہیں۔ مادہ کی تخلیق پہلے ہے اور خیالات و تصورات اس کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ کائنات میں سب سے پہلے مادے کے وجود کا تصور پیش کیا جاتا ہے اور اس کے بعد خیالات و تصورات جنم لیتے ہیں، تب ایک فن کار، فن اور آرٹ کی تشکیل کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن تحریر کرتے ہیں:

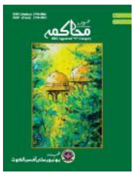

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"ادب فلسفہ کی طرح نظریہ نہیں ہے لیکن وہ تمام جذبات واحساسات، اقدار و تصورات جو ادب میں ظاہر ہوتے ہیں، اپنے دور کی سماجی حقیقتوں کا عکس ہوتے ہیں"(۳)

مارکسی نقطہ نظر کے مطابق مارکس ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے کا خواہاں تھا جس میں ہر فرد کو عام معاشرتی آزادی ہو، ہر کوئی معاشرے میں ایک دوسرے سے بہتر تعلق رکھتا ہو، رشتوں میں استحکام ہو اور کوئی کسی کے حق و حقوق کو سلب نہ کرتا ہو۔ مارکسزم کا بنیادی ڈھانچہ جن عناصر سے عبارت ہے، وہ سماج کی داخلی اور خارجی دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔ انسان سماج کی حرکیات پر نظر رکھتا ہے اور وہی سے فکر و نظر کا سامان کشید کرتا ہے۔ زندگی اور سماج کی بصیرت حاصل کرتا ہے اور خارجی سطح پر جو کچھ وقوع پذیر ہوتا اور جس طرح سے انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے وہ اس سے سروکار رکھتا ہے۔ انسان کے ذہن و فکر پر خارجی اثرات اثر انداز ہو کر اس کے داخل کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اس طرح سماج کی خارجی صورت حال اور داخلی عناصر کے تال میل کے نتیجے میں افادیت اور مقصدیت سے ترقی پسند ادب اور تنقید بنیادی سروکار رکھتے ہیں اور اسی فکر کے ذریعے مارکسی مفکرین ادب اور سماج کی فہم حاصل کرتے ہیں۔

مارکسی نقاد جب ادب پارے کو پرکھتا ہے تو وہ ان محرکات کا بھی جائزہ لیتا ہے جو سماج کی خارجی قوتوں کے ساتھ ساتھ تخلیق کار کے وجدانی مشاہدہ و تجربہ سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح مارکسی تنقید کا سروکار ادب کی داخلی اور خارجی دونوں صورتوں سے قائم ہو جاتا ہے۔ ادب کا تعلق انسان کی داخلی و نفسیاتی سطحوں سے ہم آہنگ خارجی اور سماجی صورت حال بھی جوڑا ہوا ہے۔ ادب کی ایک جہت خارجی اثرات سے عبارت ہوتی ہے تو دوسری طرف اس کے ڈنڈے تخلیق کار کے مشاہدہ اور تجربہ سے ملے ہوتے ہیں۔ مارکسی مفکر کائنات کے حسن و جمال پر بھی یقین رکھتا ہے اور ادب کو اس پہلو سے عبارت دیتا ہے کہ اس کے جمالیاتی پہلو معاشی ہمواری سے تعلق رکھتے ہیں۔ سماج میں اگر دولت کی مساوی تقسیم ہو گی تو پرولتاری کلاس کی ذہنی وجسمانی پسماندگی دور ہو گی جس کے نتیجے میں انسانی زندگی جمالیات سے متعین ہو گی۔ انسانی فکر اپنا مواد سماج کے کن محرکات سے حاصل کرتی ہے۔ بقول ظہیر کاشمیری:

"یہی وہ تھیوری ہے جس پر مارکسی ادب و تنقید کی بنیاد ہے۔ مارکسی ناقد نہ تو اپنے آپ کو ادب کے داخلی اور وجدانی تجربوں تک محدود رکھتا ہے اور نہ ہی وہ ادب میں محض خارجیت کو تلاش کرکے ادیب کی ذات کی نفی کرتا ہے"(۴)

ادب کسی بھی دور میں تخلیق کیا گیا ہو، وہ اس دور کی عکاسی کرتا ہے جس دور میں تخلیق کیا گیا ہے۔ ادیب اور شاعر اپنے دور یا زمانے کے حالات و واقعات کو بڑی باریک بینی سے محسوس کرتا ہے جس سے اس کے ذہن کی داخلی

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کیفیات پروان چڑھتی ہیں۔ ان کیفیات کی وجہ سے اس کے جذبات و احساسات ابھرتے ہیں اور اس کے ذہن میں سماجی محرکات ترتیب پاتے ہیں۔ وہ سماجی رویوں کو داخلی اور خارجی دونوں طرح سے محسوس کرتا ہے۔ مارکسی ادب کی بنیاد بھی انھیں دونوں پہلوؤں کی مرہونِ منت ہے۔

مارکسی ادیب اردو ادب میں جب کسی فن پاری کا تجزیہ کرے تو وہ یہ بھی دیکھے کہ مصنف نے جن خیالات و احساسات کا اظہار کیا ہے، اس وقت ان کے خارجی محرکات کیا تھے اور اس کا سماجی اور تاریخی پس منظر کیا تھا۔ مارکسی ادیب جب کسی فن پارے پر تنقید کرتا ہے تو وہ مصنف کے شعور، تحت الشعور، نفسیات، لاشعور، ماحول و تعلیم اور اس سے متعلقہ تمام امور کا تجزیہ کرتا ہے۔ وہ کسی بھی فن پارے کے داخلی اور خارجی پہلوؤں پر ہی نگاہ نہیں ڈالتا ہے بل کہ وہ ایک ایک پہلو کو بڑی باریک بینی اور عمیق انداز میں مشاہدہ کرتا ہے۔ ظہیر کاشمیری مارکسی تنقید اور ادب کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "مارکسی تنقید، تنقید ادب کا جدید ترین اسکول ہے اس لیے موجودہ دور کے تمام نفسیاتی، جمالیاتی اور فنی علوم کو ارتقائی نقطۂ نظر سے اپنانے کی دعویدار ہے۔ یہ ادب پاروں کی داخلی اور خارجی دونوں عناصر کا تجزیہ کرتی ہے"(5)

مارکسی مکتب فکر ادب پاروں کے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں کا تجزیہ کرتی ہے۔ ادب میں مارکسی نقطہ نظر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ یہ معاشرتی رجحانات کی عکاسی کرتی ہے۔ مارکسی ناقد ادب کی ہئیت اور فارم کو سمجھتے ہوئے اس کے حسن و جمال، نفسیاتی رجحانات، معاشرتی حقیقتوں، اظہار و ابلاغ اور ہر لحظہ بدلتی ہوئی تشکیلات کا عمیق انداز میں تجزیہ ہے اور اس کا نقطہ نظر حقیقت پسند ہوتا ہے۔ مارکسیت میں حقیقت کی تلاش اور جستجو کی لگن ہمیشہ کارفرما رہتی ہے اور رجعت پسندی سے جدیدت کی طرف گامزن رہنا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ مارکسی نقطہ نظر ترقی پسند اور حقیقت پسند ہے۔ اس کا رجحان حال اور مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے لیے ہمہ تن گوش رہتا ہے۔

مارکسی نقطہ نظر ادب اور زندگی کے بارے میں ایک منفرد انداز فکر کا حامل نظریہ ہے۔ اس میں ادب کا مقصد زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہوتے ہوئے بھی اپنے گرد و پیش کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ اس کے حسن و فتح سے آشنا ہو کر انسانی ترقی کے زمینوں پر گامزن ہو۔ ادب کا مقصد ان جذبات پر ہونا چاہیے جو دنیا کو ترقی کی راہ پر لے جائے اور ان

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

جذبات سے کنارہ کشی کرے جو دنیا کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث ہو۔ ادب کا یہی مقصد ہونا چاہیے جس سے دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کا بھلا ہو۔ اختر حسین رائے پوری ادب اور زندگی کے تعلق کو واضح کرتے ہیں:

> "صحیح ادب کا معیار یہ ہے کہ وہ انسانیت کے مقصد کی ترجمانی اس طریقہ سے کرے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے اثر قبول کر سکیں"(6)

اختر حسین رائے پوری نے ادب کی افادیت کو زندگی کے حوالے سے پیش کیا ہے اور ادب اور زندگی کے تعلق کو اجاگر کیا ہے کہ ادب کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ مارکسی نقطہ نظر رکھنے والے ادیب کو چاہیے کہ وہ زندگی سے مربوط تمام رموز و اقاف کا اس طرح تجزیہ کرے کہ وہ زندگی میں مثبت ترقی و کامرانی کو اجاگر کرے۔ مارکسزم زندگی میں کامیابی کی طرف پیش قدمی کرتی ہے اور جن پہلوؤں سے زندگی بے معنی اور بے کار ہو، ان سے روح گردانی کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ مارکسی ادب زندگی میں مثبت اور حقیقت پسند رجحانات کی نشان دہی کرتا ہے اور اس ادب کے خلاف ہے جس سے زندگی میں کوئی روشن مقام، فلاح و بہبود اور افادیت کا پہلو عیاں نہ ہوتا ہو۔ بقول ڈاکٹر عبد العلیم:

> "مارکسزم یہ نہیں کہتا کہ رومانیت کو رد کر دینا چاہیے بل کہ وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ رومانیت کو انقلابی ہونا چاہیے"(7)

مارکسزم رومانیت کو مکمل طور پر رد نہیں کرتی بل کہ وہ اس میں متحرک اور انقلابی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی سعی کرتی ہے۔ وہ ایسی رومانیت کا مخالف ہے جو انسان کو ایک فرضی اور خیالی عالم کی تعمیر میں منہمک رکھتی ہیں۔ انقلابی رومانیت میں جوش اور جذبہ کو محسوس کیا جاتا ہے جس میں انقلاب اور انسانی مقاصد موجود ہو، اشتراکی ادب میں رومانیت اور حقیقت پسندی دونوں گنجایش ہے۔ ان میں صحیح قسم کی رومانیت کا ہونا ضروری ہے اور مناسب حقیقت پسندی بھی موجود ہو۔ ایسی حقیقت پسندی ہو جو سطحی مصوری پر انحصار کرے اور جس کو فطرت نگاری سے تعبیر کیا گیا ہو۔ مارکسی نقطہ نظر زندگی کی حقیقتوں کی تلاش اور ناہمواریوں کو دور کرنے کی سعی کرتی ہے۔ مارکسی مکتب فکر کے ادیب نہ صرف حقیقت اور جدیدیت کا ہی سفر طے نہیں کرتے بل کہ رومانیت کے پہلوؤں میں انقلابی روش اور امیدوں کی کرنوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ مارکسزم کے بارے میں یہ نظریہ سراسر غلط ہے کہ مارکسزم صرف حقیقت اور جدیدیت کو ہی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور رومانیت کے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ایسا ادب جس نے انسان کو جبر، ظلم، بربریت اور محرومیت سے آزاد کیا ہو اور انسان کے لیے حسن کے حسین لمحات کو پیش کرنے کی سعی کی ہو، وہ ادب مارکسی نقطہ نظر کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسا ادب یاس، حزن اور ناامیدی سے بالاتر ہو کر خوشی، انبساط، آسودگی اور مسرت کے پہلوؤں کو عیاں کرتا ہے۔ وہی ادب کامیاب اور اعلیٰ و ارفع ہے جس میں معاشرتی ہم آہنگی ہو اور انسان کے حسن و جمال کا پیکر ہو۔ یہ تمام چیزیں تب ہی میسر ہو سکتی ہیں جب معاشرے میں جاگیر دارانہ نظام، سرمایہ دارانہ نظام اور سامراجی نظام نہ ہو، جبر، قتل و غارت گری اور غریب و غربا، مزدور طبقہ کا استحصال نہ کیا جائے۔

مارکسی نقطۂ نظر بھی ایسے ادب کا قائل ہے جس میں انسانی آزادی کی بقا کی جنگ لڑی جارہی ہو اور مظلوم کی پاسداری کی جارہی ہو۔ اس نظریہ کے مطابق وہی ادب اچھا اور مقدس ہے جو ظلم کے خلاف ہو اور مظلوم کے حق میں تخلیق کیا جائے۔ مارکسیت میں وہی ادب حسین و جمیل ہے جس میں عوام الناس کی جابر طاقتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سعی کی گئی ہو۔ وہ ادب بے کار ہے جس پر صرف واہ واہ کے نعرے تو بہت ہوں مگر وہ حسن نہ ہو جس کی ضرورت انسان کے لیے ضروری ہے۔ ادب وہی بقائے دوام کا درجہ اور مرتبہ حاصل کرتا ہے جس میں حقیقت پسندی اور جدیدیت کے پہلوؤں کو عیاں کرنے کی سعی کی گئی ہو۔ پروفیسر ممتاز حسین مارکسی نقطۂ نظر کے قابل تھے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں مارکسی خیالات و تصورات کو پیش کیا۔ وہ ادب کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "دنیا کا وہ تمام ادب ہمیشہ رہے گا جس نے انسان کی فطرت کے جبر، انسان کے جبر اور زندگی کے غلط تصورات سے آزاد ہونے میں مدد پہنچائی ہے"(8)

اردو ادب میں ادیبوں نے اپنی تحقیقی و تنقیدی تحریروں میں ادب کے تاریخی تناظر، طبقاتی کردار اور سماجی رویوں کو اجاگر کیا۔ مارکسی تنقید کا رجحان یورپ سے ہندوستان میں منتقل ہوا۔ مارکسی تنقید کے ہندوستان میں شروع ہونے سے پہلے عام تنقیدی رجحان تھا۔ سماجی، معاشی اور حقیقت پسند رویوں کو اس طرح محسوس نہیں کیا جاتا تھا جس طرح مارکسیت کے نظریے نے محسوس کیا۔

اردو ادب میں تنقیدی رجحانات حالی، شبلی، آزاد اور غالب سے شروع ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے کوئی خاص تنقید کی کام نہیں ہوا۔ اردو ادب میں حالی سب سے پہلے تحقیقی و تنقیدی نقاد تصور کیے جاتے ہیں۔ اردو تنقید میں ان کی تصنیف "مقدمہ شعر و شاعری کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی زندگی پر تحریر کی گئی کتب جن میں "یادگار غالب"، "حیات

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

جاوید" اور "حیات سعدی" قابل ذکر ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی کی تنقیدی تصانیف "موازنہ انیس و دبیر" اور "شعر العجم" قابل ذکر ہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد نے "آب حیات" لکھ کر اہم تحقیقی و تنقیدی کام سر انجام دیا۔ اردو ادب میں یہ وہ ادیب ہیں جنھوں نے تنقید کی راہ ہموار کی ہے۔

مارکسی نقطہ نظر نے ادب اور سماج کو ایک لڑی میں پرونے کی سعی کی ہے۔ اس نے سماج میں پیدا ہونے والی ہر حقیقت پسندی کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ اشتراکی اور طبقاتی نظام کی ناہمواریوں کو استدلال اور منطقی انداز فکر کیا۔ مارکسی ادب عام انسانوں کی زندگی سے جڑا ہوا ہے اور ان کی سیاسی، معاشی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو عیاں کرتا ہے۔ جن اردو شعرا اور ادیبوں نے ادب نے سماجی سرگرمیوں اور معاشرتی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے حقیقت پسندی کو پیش کیا ہے وہی ادب مارکسی ادب کے زمرے میں آتا ہے۔

اردو ادب میں میر اور غالب کی شاعری میں سماجی اور معاشرتی پہلو عیاں ہوتے ہیں۔ اُردو تنقید میں حالی، شبلی اور آزاد نے سب سے پہلے اپنی تصانیف میں سماجی گہرائیوں کو محسوس کیا۔ ان کے بعد بھی ادیبوں اور شاعروں نے اس روش کو قائم رکھا۔ افسانہ نگاروں میں پریم چند اور منٹو نے معاشرتی زندگی کو بڑے عمیق انداز میں پیش کیا اور حقیقت پر مبنی کاوشوں کو اجاگر کیا۔ اردو ادب میں اقبال اور فیض نے بھی سماجی زندگی کے اثرات کو اپنی ادبی کاوشوں میں پیش کیا۔ مارکسیت سماج اور ادب دونوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مارکسی نظریہ جہاں دوسرے مکتب فکر پر اثر انداز ہوا ہے وہاں اردو ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

حوالہ جات

1. ممتاز حسین، پروفیسر، مارکسی جمالیات، (کراچی: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس ۲۰۱۲ء)، ص:۲۲
2. محمد حسن، ڈاکٹر، مشرق و مغرب میں تنقیدی تصورات کی تاریخ، (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، ۲۰۰۰ء)، ص:۳۰۵
3. ایضاً، ص:۳۰۷
4. ظہیر کاشمیری، مارکسی تنقید، مشمولہ: نظریاتی تنقید مسائل و مباحث، ابوالکلام قاسمی، (لاہور: بیکن بکس، ۲۰۱۵ء)، ص:۱۲۴
5. ایضاً، ص:۱۲۸
6. اختر حسین رائے پوری، ادب اور زندگی، مشمولہ ترقی پسند ادب پچاس سالہ سفر، مرتبین: ڈاکٹر قمر رئیس (لاہور: مکتبہ عالیہ ۱۹۹۴ء)، ص:۱۶۱
7. عبدالعلیم، ڈاکٹر، مارکسزم اور ادب، مشمولہ ترقی پسند ادب پچاس سالہ سفر، ص:۱۹۵
8. ممتاز حسین، پروفیسر، مارکسی جمالیات، (کراچی: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۱۲)، ص:۱۸